رمضان المبارک کی برکات

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ

اللہ تعالیٰ نے یہ مبارک مہینہ ہم کو عطا فرمایا ہے، اس واسطے سب مسلمانوں پر اس کا شکر واجب ہے۔ بہت خوش قسمت ہیں وہ لوگ کہ جن کی زندگی میں رمضان کا مہینہ آئے اور وہ اس کے آداب اور حقوق ادا کریں۔ جو اس کے حقوق ادا کرے، اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ شاید دوسرا مہینہ آئے یا نہ آئے، اس واسطے اس کی جتنی قدر ہو سکے، کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کا نام ''رمضان'' رکھا ہے، رمضان مشتق ہے ''رمض'' سے اور رمض کے معنی ہیں ''جلا دینے والا''۔ گویا یہ مہینہ مسلمانوں کے تمام گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ یہ مہینہ اللہ تعالیٰ نے اس واسطے مقرر کیا ہے کہ انسان مختلف کام کرتا رہتا ہے۔ اس دوران جب آدمی کوئی ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک کالا نقطہ لگ جاتا ہے، اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ جل جاتا ہے، ورنہ لگا رہتا ہے اور اگر دوسری مرتبہ گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگ جاتا ہے، حتیٰ کہ جو گناہ نہ چھوڑے تو اس کو اتنے نقطے لگتے ہیں کہ سارے دل کو گھیر لیتے ہیں، سارا دل کالا ہو جاتا ہے۔ اس واسطے اس نقطہ کو توبہ سے دھولو، کیوں کہ بار بار گناہ کرنے والے کو پھر مرتے وقت توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کے لئے یہ مہینہ مقرر کیا۔ اس میں دوزخ کے سب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور بہشت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ سرکش بڑے بڑے شیاطین قید کر لئے جاتے ہیں اور سارے گلی کوچہ ہر دروازے اور مکان پر لوگوں میں اللہ کی طرف سے فرشتے ندا کرتے ہیں: یا باغی الخیر اقبل ، یا باغی الشر اقصر ''اے نیکی کے طلب کرنے والے! تو متوجہ ہو جا اور اے برائی کے طلب کرنے والے! تو رک جا''۔

اللہ کے بندے، جن کے دل صاف ہیں، وہ اس کو سنتے ہیں اور رات کو جاگتے ہیں۔ بلکہ فرشتوں کا ایک طائفہ ہے، وہ گلیوں میں کھڑا ہوتا ہے، وہ سفارش کرتے ہیں کہ اے اللہ جو اس وقت جاگتے ہیں تو ان کو بخش دے، وہ سفارش کرتے

ہیں، اس سیاہی کو دھونے کے لئے جو گیارہ مہینوں میں لگتی ہے۔

اس مہینے میں اجر و ثواب کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ نفلوں کا ثواب باقی مہینوں کے فرض کے برابر اور اس مہینے کے فرض باقی مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر۔ اس واسطے انسان کو چاہئے کہ اس میں غفلت نہ کرے۔ اس میں جتنی نیکی ہو سکے کرے۔ رمضان اتنا مبارک مہینہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کی اپنی طرف نسبت کی ہے۔ شہر اللہ (اللہ تعالیٰ کا مہینہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہینے کی بڑی خصوصیت ہے۔ جیسے کہتے ہیں، بھائی یہ چیز سرکاری ہے، یہ وردی سرکاری ہے۔ اس کی اپنی عظمت ہوتی ہے۔

اس مہینے میں تین عشرے ہیں: أوله رحمة و أوسطه مغفرة و آخره عتق من النار.

پہلے عشرے میں رحمت برستی ہے، دن میں بھی اور رات میں بھی، اس پر جو آدمی روزہ کا حق ادا کرے۔ کھیتی والے کھیتی کریں، نوکری والے نوکری کرتے ہیں، ان کا ہر کام عبادت ہو جاتا ہے۔ اس واسطے انسان کو چاہئے کہ اس کے حقوق ادا کرے، روزے کے حق ادا کرنا چاہئیں۔ روزے کے حقوق یہ ہیں:

اول زبان کی حفاظت ہے۔ جھوٹ نہ بولے، چغل خوری نہ کرے، غیبت نہ کرے، بدگوئی، بدکلامی، جھگڑا وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں۔ روزہ دار کو چاہئے کہ زبان کی تمام بری باتوں سے حفاظت کرے۔ دوسرے ہاتھ کو محفوظ رکھے۔ چوری نہ کرے، ناجائز چیز کو نہ پکڑے۔ تیسرے پیروں سے ناجائز کاموں کی طرف نہ چلے۔ سنیما، تماشا، فجار کی مجلس کی طرف چلنا گناہ ہے۔ چلے تو مسئلہ پوچھنے کے لئے علماء کے پاس جائے، والدین کی خدمت کرے، اسی طرح نیک کاموں کی طرف چلے۔ چوتھے دل میں برے خیالات نہ لائے۔ کہیں عبادت کی فکر ہو، کہیں نماز کی فکر ہو۔ اس عشرے میں بارش کی طرح اللہ کی جو رحمت برستی ہے، اس بارش کے قطرے نہیں شمار کر سکتے۔

دوسرے عشرے کا نام ہے عشرۂ مغفرت۔ جو گناہ ہوتے ہیں، سب معاف ہو جاتے ہیں۔ بیسویں دن سب معاف ہو جاتے ہیں، البتہ حقوق العباد نہیں معاف ہوتے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اس آدمی کے سامنے جا کے معافی مانگے کہ میں نے تیرا فلاں نقصان کیا ہے تو معاف کر دے، اگر معاف نہ کرے تو رقم ادا کر دے۔ نماز رہ گئی ہے تو اس کی قضا کرے اور روزے رہ گئے ہیں تو ان کی بھی قضا کرے۔ باقی جو گناہ کر لئے ہیں، بدنظری یا برائی کر لی ہے، اس کا بدلہ یہ ہے، توبہ کر لے۔ تنہائی میں روئے، سب معاف ہو جائیں گے۔ جو ہاتھ اٹھائے جائیں، وہ خالی نہیں جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اے بندے! جس وقت تو ہاتھ اٹھاتا ہے تیرے اتنے گناہ جن سے آسمان اور زمین کے درمیان کا خلا بھی بھر جائے، اتنے گناہ بھی ہوں تو میں ان کو بھی معاف کر دیتا ہوں۔ مجھے شرم آتی ہے ہاتھ واپس کرتے ہوئے''۔

آخری عشرہ جہنم سے چھٹکارے کا، جو گناہ گار ہوتے ہیں، رمضان کی برکت سے ان کو معافی ہو جاتی ہے اور دوزخ سے رہائی ہو جاتی ہے، پھر وہ مستحق جنت ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت یہ ہے کہ دنیا کے جتنے کام ہیں، سب کو عبادت میں داخل کرتا ہے۔ بلکہ ایک مسئلہ ہے کہ رات کو پیٹ بھر کے کھالیتا ہے تو اللہ کے نزدیک نہ کھانے میں شمار ہے، تو یہ ملائکہ اور اللہ تعالیٰ کے مشابہ ہو جاتا ہے، اس لئے کہ رات کو یہ اس واسطے کھاتا ہے کہ دن کو نہیں کھاؤں گا تو یہ کھانا نہ کھانے کے برابر ہے، جیسا کہ دیکھو، مکہ رمضان کے مہینے میں دارالاسلام بنا۔ پہلے دارالکفر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم 6ھ میں پہلا عمرہ کرنے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں، آپ ڈیڑھ ہزار آدمی لے جاتے ہیں۔ آگے کفار کا لشکر ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کو آگے نہیں آنے دیتے...... قصہ لمبا ہے، پھر صلح ہوگئی، بظاہر بہت گرا ہوا فیصلہ ہوا کہ آپ اس دفعہ مدینے واپس جائیں اور آئندہ سال بھی صرف تین دن کے لئے آئیں اور فوراً واپس چلے جائیں۔ تلوار میانوں میں بند ہو۔ ایک شرط یہ بھی تھی کہ کافروں میں سے جو شخص اسلام لائے اور ہجرت کرے، مسلمان اس کو مکہ واپس کر دیں اور مسلمانوں میں سے خدانخواستہ اگر کوئی شخص مرتد ہو کر چلا آئے تو وہ واپس نہ کیا جائے اور دوسری شرائط بھی لگائیں۔ صلح تام ہوگئی اور پھر آپ واپس ہوگئے۔ راستہ میں آیت نازل ہوئی: ﴿انا فتحنا لك فتحا مبينا﴾ "بے شک ہم نے آپ کو فتح کھلی دی"۔ حالاں کہ یہ فتح نہیں۔ فتح دو سال بعد میں ہوئی۔ مکہ 8ھ میں فتح ہوا، مگر پہلے ہی اللہ نے اس کا نام فتح رکھا ہے۔ اس واسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح اس واسطے کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس سے آگے فتح کرا دے گا، تو اسی طرح یہ کھانا کھانے کی نیت سے ہوتا ہے، لہٰذا یہ بھی نہ کھانا ہوا۔ اس واسطے مشابہ ہو جاتا ہے تو بڑا ثواب ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ اس ماہ میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر اس کے باوجود لوگ برائی، زنا، بدکاری، چوری کیوں کرتے ہیں؟ علماء نے جواب دیا ہے اور بڑا اچھا جواب دیا ہے کہ سرکش شیاطین تو قید کر لئے جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے باقی رہ جاتی ہیں، وہ وسوسے ڈالتے ہیں اور بُرے خیالات ڈالتے ہیں، تو یہ گناہ ان کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

اس کا ایک اور جواب شاہ اسحٰق صاحبؒ فرماتے ہیں کہ گناہ دو وجہ سے ہوتے ہیں: ایک شیاطین کی وجہ سے یہ لاحول سے بھاگ جاتا ہے، اذان سے بھاگتا ہے، اقامت سے بھاگتا ہے۔ شیطان بڑا دشمن ہونے کے ساتھ کمزور بھی بڑا ہے۔ دوسری چیز ہے نفس، یہ نفس ہر وقت موجود رہتا ہے۔ لاحول وغیرہ سے بھاگتا نہیں، یہ ہر وقت انسان کو رغبت دیتا ہے برائی کی، تو اس کی وجہ سے گناہ ہوتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کی دَین یہ ہے کہ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے تاکہ لوگ نیکی کریں اور دوزخ سے بچیں۔ جب ہم روزہ کھولتے ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ سات لاکھ گناہ گاروں کو معاف کرتے ہیں روزہ داروں کو روزہ کھولنے کی خوشی میں، جمعہ کے دن اتنے گناہ گاروں کو معاف کرتے ہیں جتنے سارے ہفتے میں معاف ہوئے تھے اور رمضان المبارک کے آخری دن اتنے لوگوں کو بخشتے ہیں، جتنے ہر ہر دن میں اور ہر ہر جمعہ میں جیسا کہ یہاں بھی نظام یہی ہے۔ دنیا میں بھی رضا

الٰہی نصیب ہوتی ہے۔ یعنی تھوڑی سی رضامندی بھی اللہ کی بہت بڑی چیز ہے۔

ہم تو کہتے ہیں کہ اہل اللہ کے جوتوں میں بھی جگہ مل جائے تو بہت بڑی دولت ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس کو سب سے آخر میں معاف کریں گے وہ علماء انبیاء کی سفارش سے معاف کریں گے۔ اللہ پوچھیں گے کہ اور تو کوئی نہیں رہتا۔ علماء انبیاء کہیں گے کہ نہیں اور کوئی نہیں رہا۔ اللہ کہیں گے، میری نظر میں اور بھی ہیں۔ ایک مٹھی بھریں گے اور ہزاروں گناہ گاروں کو نکال دیں گے۔ بندوں کی طرح مٹھی مت سمجھو اور کہیں گے، مانگ تو اپنے منہ سے جو مانگتا ہے۔ غرض کہ اتنا مانگے گا جتنی دنیا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے تجھے دس گنا زیادہ دے دیا۔ یہ احسان ہوگا، سب سے نہایت چھوٹے درجے کے جنتی پر اور جو بڑے درجے کے جنتی ہوں تو ان کا کیا کہنا!!...... جب پل صراط سے گزریں گے تو پل صراط پر فرشتوں کی جماعت ہوگی جو ٹکٹ دیکھے گی کلمہ کا۔ اگر مسلمان ہوا اور ٹکٹ پاس ہوا کلمہ کا، تو گزر جائے گا ورنہ وہیں کٹ کر گر جائے گا۔ دوسری جماعت نماز کا ٹکٹ دیکھے گی، اگر ٹکٹ ہوا تو آگے گزرنے دیں گے، ورنہ نہیں۔ اسی طرح سب چیزیں دیکھیں گے اور کامل مومن ہوا کی طرح سے وہاں سے گزریں گے۔ (ایک مومن) کہے گا کہ پل صراط کو دیکھ لیں یہ کیا ہے تو وہ مومن پل صراط کو دیکھنے کے لئے کھڑا ہو جائے گا۔ تو دوزخ پکار اٹھے گی، اس کو زبان عطا ہوگی:

"اے مومن! جلدی یہاں سے چلا جا، کھڑا نہ ہو، کیوں کہ تیرا نور میری نار کو بجھا رہا ہے، تو جلدی کر۔"

دعا کرو، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا عطا فرما دے۔ آمین

☆......☆......☆

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ ہر عضو کی غذا الگ ہے، دل کی غذا صرف محبت ہے، دل کی فطری خصلت محبت اور وفا داری اور فدا ہونا ہے، لیکن نادان انسان فانی علائق پر دل کو فدا کر کے تمام عمر تڑپتا رہتا ہے اور اہل نصیب اور اہل عقل حق تعالیٰ پر، جو مالکِ دل ہیں، اپنا دل فدا کر کے دل کی قیمت دونوں عالم میں بلند کر لیتا ہے۔ ہر شے کی قیمت اپنے استعمال کے صحیح اور غلط، بہتر اور کمتر ہونے کے سبب الگ الگ مراتب رکھتی ہے، مثلاً ایک بلاک بیت الخلاء میں، دوسرا مسجد نبویؐ میں، تیسرا بلاک خانہ کعبہ میں اگر لگا دیا جائے تو قیمت ظاہری کے لحاظ سے اگرچہ وہ مساوی ہیں مگر شرفاً وتعظیماً اپنے اپنے محلِ استعمال سے وہ زمین وآسمان کا فرق رکھتے ہیں۔ اسی طرح یہ دل اگر دنیا پر فدا ہو جائے اور اجزاء خاکیہ سے تمام عمر وابستہ رہے روٹی، بنگلہ، کار، بہت سے غلاموں کی سلامی اور جی حضوری کے باوجود یہ بے قیمت ہے، کیونکہ غلام کی قیمت مالک کی رضا سے لگتی ہے، چند غلاموں کی تعریفوں سے نہیں لگتی، بقول علامہ سید سلیمان ندویؒ:

ہم ایسے رہے کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے